مآخذ و مراجع

۱۔ ماہنامہ منہاج القرآن گولڈن جوبلی نمبر فروری 2001

ماہانہ منہاج القرآن سلور جوبلی نمبر نومبر 2005

شبیر حسین دیو ایک تاریخ ساز رہنما منہاج القرآن لاہور 2010

تعارف مفسر مندرجہ بالا رسائل و جرائد سے لیا گیا۔

۲۔ ماہانہ منہاج القرآن جولائی 2006 صفحہ نمبر 19

۳۔ ماہانہ منہاج القرآن ستمبر 2013 صفحہ نمبر 52

۴۔ منہاج القرآن سلور جوبلی نمبر نومبر 2005 صفحہ نمبر 19

۵۔ منہاج القرآن فروری 2001 صفحہ نمبر 13

۶۔ بائبل کتاب مقدس، بائبل سوسائٹی 1972 صفحہ نمبر 203

۷۔ راغب اصفہانی۔ المفردات، قدیمی کتب خانہ صفحہ نمبر 66

۸۔ البقرۃ:15

۹۔ بیضاوی، قاضی عبداللہ بن عمر، مکتبۃ العصری 2010 صفحہ نمبر 23

۱۰۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن 2011 جلد 2 صفحہ نمبر 299

۱۱۔ طاہر القادری، ڈاکٹر ترجمہ عرفان القرآن البقرۃ:9

۱۲۔ النساء:142

۱۳۔ الفرقان:54

۱۴۔ البقرۃ:104

۱۵۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 395

۱۶۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 117

۱۷۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 401

۱۸۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 1 صفحہ نمبر 392

۱۹۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 211

۲۰۔ ماہنامہ منہاج القرآن فروری 2006 صفحہ نمبر 61

۲۱۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 1 صفحہ نمبر 250

۲۲۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 1 صفحہ نمبر 481 تا 493

یہی مضمون ڈاکٹر صاحب کی دیگر کتب اسلام اور سائنس صفحہ 429، تخلیق کائنات صفحہ 157 پر بھی موجود ہے۔

۲۳۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 341

۲۴۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 91

۲۵۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 1 صفحہ نمبر 388

۲۶۔ طاہر القادری، ڈاکٹر تفسیر منہاج القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 416

کنزالایمان کے تعلق سے ایک 'تحقیقی' مقالہ پی ایچ ڈی کا تنقیدی جائزہ

تنقید نگار و محقق علامہ مفتی محمد اعظم سعیدی
ممبر بورڈ آف اسلامک اسٹڈیز شعبہ قرآن وسنت، جامعہ کراچی

ڈاکٹر پروفیسر مجید اللہ قادری استاد شعبہ ارضیات اور چیئرمین شعبہ پٹرولیم ٹیکنالوجی جامعہ کراچی کا مطبوعہ مقالہ "پی ایچ ڈی۔ کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن" مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ کراچی ۱۹۹۶ء میں سامنے آیا ہے، ۴۳۸ صفحات ہیں اور ہدیہ تین سو روپے ہے موصوف کی ذہانت، فطانت، علمی لیاقت اور قرآن فہمی کی نایابی سے قوی گواہی یہی پی ایچ ڈی کا مطبوعہ مقالہ ہے، ورنہ اصل پی ایچ ڈی کا مقالہ تو ان کی علمی بے مائیگی کو منکشف کر رہا ہے، ڈاکٹر شیخ مجید اللہ قادری نے اس مقالہ کے ص "پ" پر اپنا تعارف خود ہی تحریر فرمایا ہے جس کے مطابق آپ نے ایک ہی سال (۱۹۶۷ء) میں میٹرک سائنس گروپ اور **انٹرمیجیٹ** سائنس گروپ بھی دونوں سیکنڈ کلاس میں پاس کیے ہیں، ڈاکٹر صاحب کے اس کمال کو تعلیمی تاریخ کا عجوبہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے کہ ایک ہی سال میں دسویں اور بارہویں کلاس کا امتحان وہ بھی سیکنڈ کلاس میں، ان کے علاوہ اور کون پاس کرتا ہے؟ پھر ۱۹۷۵ء میں بی ایس سی آنرز اور ۱۹۷۶ء میں ایم ایس سی (ارضیات) دونوں فرسٹ پوزیشن میں پاس کیں (بی ایس سی اور ایم ایس سی میں انہوں نے اپنی جو پہلی پوزیشن لکھی ہے وہ مبہم ہے کہ کیا یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن لی تھی؟) یا اپنی کلاس میں؟ یا پہلی پوزیشن لینے والے سینکڑوں طلباء و طالبات میں ایک آپ بھی تھے؟ وضاحت فرما دیتے تو مناسب تھا، پھر ۱۹۷۸ء میں موصوف نے جامعہ کراچی میں ملازمت حاصل کر لی، بعد ازاں ۱۹۸۵ء میں تیسری پوزیشن میں اسلامیات میں ایم اے کیا اور ۱۹۹۳ء میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی مگر مذکورہ عنوان یعنی کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن پر نہیں۔

تین علمی سرگرمیاں

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے تعارف میں اپنی صرف تین عدد علمی سرگرمیاں بھی متعارف کروائی ہیں جو بالترتیب درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایڈیٹر (اردو سیکشن) سالنامہ معارف رضا ۲۔ سیکریٹری جنرل ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان

۳۔ خطیب جامع مسجد طیبہ لیاقت آباد کراچی

یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ جامع مسجد طیبہ میں آپ نے جمعہ کے وعظ میں علم کو بڑی سرگرمی سے پھیلایا ہوگا؟ اور تمام نمازیوں کو نہ صرف طہارت اور وضو کرنے کی اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ فرمایا ہوگا بلکہ عملی تعلیم کی سندات فراغت و خلافت سے بھی

نوازا ہوگا، کیونکہ بقول ان کے حاجی محمد شفیع قادری حامدی نے ۱۷ دسمبر ۱۹۹۲ء میں موصوف کو سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کی سند خلافت اور تمام مشاغل کی اجازت عطا فرمائی (ملخصاً مقالہ مطبوعہ ف ۱۰، ص ۳۱۶) اس کی تائید و تصدیق فرماتے ہوئے محقق العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری رقمطراز ہیں کہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو مولانا الحاج محمد شفیع قادری مدظلہ العالی خلیفہ حضرت مولانا تقدس علی خاں رحمہ اللہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔ (مقالہ مطبوعہ، ص ۴۲۷)

اسی طرح ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے سالنامہ معارف رضا کے اردو سیکشن کے ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنی علمی سرگرمیوں کا لوہا منوایا ہوگا؟ اور اردو میں ان کی مہارت ضرب المثل ہوگی؟ لیکن جب ہم ان کی گلابی اردو کے شگوفے تحریر کریں گے تو اردو ادب کے شیدائی ضرور محظوظ ہوں گے موصوف کی اردوئے معلی کے بارے میں ان کے پی ایچ ڈی کے نگران ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ آئندہ صفحات میں آپ پڑھ لیں گے البتہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی ٹکسالی اردو کی صرف دو سطریں بطور تفنن طبع اسی وقت پڑھ لیجئے موصوف خلاصہ بحث میں ص ۵۷۶ کی آخری دو سطروں میں لکھتے ہیں۔

"پورے قرآن کا تقابلی مطالعہ نظری اعتبار سے تو ممکن ہے لیکن عملاً اور خصوصاً زیر نظر مقالہ کے متعین قیود صفحات اور وقت کے مدنظر ناممکن ہے"

اب مسکراتے اور سوچتے رہیے کہ نظری اعتبار سے پورے قرآن کے تقابلی مطالعہ سے کیا ممکن ہے اور کیا مطلب ہے؟ اور متعین قیود صفحات اور وقت کے مدنظر؟ کا کیا مطلب ہے؟ میرے خیال میں ان جملوں کا مطلب صرف مقالہ نگار اور ان کے نگران ہی سمجھ سکتے ہیں، اسی طرح ان کی علمی سرگرمیوں میں ان کا ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا سیکریٹری جنرل ہونا بھی شامل ہے یعنی جنرل سیکریٹری کے بجائے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کی طرز پر اس منصب پر فائز ہونا بھی سرو قامتی علمی سرگرمی ہے۔

کیا مقالہ کا یہی نام ہے؟

زیر نظر مطبوعہ مقالہ کا نام "مقالہ پی ایچ ڈی۔ کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" ہے، کیا واقعی ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اسی نام سے رجسٹرڈ عنوان پر پی ایچ ڈی کیا ہے؟ اور کیا اسی نام سے معنون مقالہ پر انہیں پی ایچ ڈی کی سند دی گئی ہے؟ بالکل نہیں، ان کا اصل مقالہ نہ تو مذکورہ نام سے رجسٹرڈ ہوا اور نہ ہی اس عنوان پر انہوں نے پی ایچ ڈی کیا ہے، ان کا اصل مقالہ جو ٹائپ رائٹر پر ٹائپ کیا ہوا ہے جو غیر مطبوعہ اور یونیورسٹی میں جمع ہے اس کے ٹائٹل پر مقالہ کا نام یہ ہے۔

"کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم (مقالہ برائے پی ایچ ڈی)" نام غور سے پھر پڑھیے "اردو قرآنی تراجم" یعنی اردو کے قرآنی تراجم کا مطلب ہوا، اردو کے قرآن میں کیسے ہوئے تراجم؟

جبکہ اندرونی سرورق پر اس کا نام یہ ہے "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم (کا تقابلی جائزہ) ان دو میں سے کسی ایک عنوان پر مقالہ لکھ کر انہوں نے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی ہے، جبکہ اصل، غیر مطبوعہ مقالہ ضخامت میں مطبوعہ مقالہ کا نصف بھی نہیں ہے، بہرحال مطبوعہ مقالہ کے نام میں جو گھلواڑ کیا گیا ہے وہ قابل رشک ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

ا۔ مطبوعہ مقالہ کے ناشر ادارہ کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے اپنے پیش لفظ میں مقالہ کا نام لکھا ہے

"کنز الایمان اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم (ص ز) یعنی (فی ترجمۃ القرآن) کا جملہ حذف کردیا ہے بلکہ (کا تقابلی جائزہ) بھی لکھنا پسند نہیں کیا۔

۲۔ ڈاکٹر مجید اللہ کے نگران پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اپنے ابتدائیہ "اظہار مسعود" میں مقالہ کا نام لکھا ہے "کنز الایمان اور دیگر معروف اردو تراجم قرآن" (مطبوعہ مقالہ ص ک) یعنی قرآنی اردو تراجم کی بجائے اردو تراجم قرآن لکھا ہے اور جملہ "فی ترجمۃ القرآن" حذف کردیا ہے اور تقابلی جائزہ بھی۔

۳۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور) نے لکھا ہے "کنز الایمان اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم" (ایک تقابلی مطالعہ) (مطبوعہ مقالہ ص ۲۱) یعنی جائزہ کی جگہ مطالعہ لکھا اور جملہ (فی ترجمۃ القرآن) حذف فرمادیا۔

۴۔ علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد امام مسجد فتح پوری دہلی (انڈیا) نے مقالہ کا نام لکھا ہے "کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم" (مقالہ مطبوعہ ص ۲۷) یعنی قرآنی اردو تراجم کی بجائے اردو قرآنی تراجم لکھا اور جملہ (فی ترجمۃ القرآن) حذف کردیا۔

۵۔ خود ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے اس مطبوعہ مقالہ کے مقدمہ میں عنوان اس طرح تحریر کیا ہے "مقدمہ کنز الایمان اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم (مقالہ مطبوعہ ص ۳) اور یہ مقدمہ ان کے مطبوعہ مقالہ میں ہے، جس کا نام ہے "مقالہ پی ایچ ڈی۔ کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" یعنی موصوف کا مطبوعہ مقالہ وہ نہیں ہے جس پر انہیں پی ایچ ڈی کی سند دی گئی تھی، لہٰذا اس مطبوعہ مقالہ کے سرورق پر "مقالہ پی ایچ ڈی" لکھنا مہذب لفظوں میں خلاف واقعہ بلکہ علمی بددیانتی ہے اور انہوں نے خود بھی جملہ (فی ترجمۃ القرآن) حذف کردیا ہے۔

طرفہ تماشا

اصل مقالہ کے بیرونی اور اندرونی سرورق پر دونوں نام ایک مرتبہ پھر پڑھ لیجئے، یہ نام مطبوعہ مقالہ میں کہیں بھی مرقوم نہیں ہے اور مطبوعہ مقالہ کے پانچوں نام اور غیر مطبوعہ اصل مقالہ کے دونوں نام بالکل جدا جدا ہے، بلکہ خود مقالہ نگار نے اور مذکورہ چار حضرات بشمول نگران سب نے الگ الگ نام لکھے ہیں طرفہ تماشا یہ ہے کہ جس مطبوعہ مقالہ میں مذکورہ پانچ نام تحریر کیے گئے ہیں وہ نام اس کے سرورق پر کندہ نام سے بھی مختلف ہیں، پھر ڈاکٹر مجید اللہ سمیت سب نے جملہ (فی ترجمۃ القرآن) حذف کردیا ہے، مگر ایک اور تماشا دیکھئے، مطبوعہ مقالہ میں ڈاکٹر مجید اللہ نے دعویٰ کیا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے ترجمہ کا نام (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن) ہے (مقالہ مطبوعہ ص ۳۴۴) یعنی لفظ "ترجمۃ" کی "ۃ" پر نقطے نہیں ہیں مگر اصل اور غیر مطبوعہ مقالہ کے سرورق پر تحریر کیے گئے نام میں "ترجمۃ" کی "ۃ" پر نقطے موجود ہیں یعنی "ترجمۃ" ہے۔

جب مقالہ کے رجسٹرڈ نام میں خود مقالہ نگار، ان کے نگران اور چاروں مبصرین (تاثرات نگار) متفق نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کون کرے گا کہ رجسٹرڈ مقالہ کا اصل نام کیا ہے؟ یہ کام جامعہ کراچی کا بورڈ آف اسٹڈیز اینڈ ریسرچ کرسکتا ہے یا پھر ہائر ایجوکیشن کمیشن، ہم تو عرض کرچکے ہیں کہ "مقالہ پی ایچ ڈی۔ کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" یہ وہ مقالہ ہی نہیں ہے جس پر ڈاکٹر

مجید اللہ کو پی ایچ ڈی کی سند دلوائی گئی ہے، یہ مقالہ عبارات میں ردوبدل اور ابواب کے اضافہ کے بعد اب کتاب کا روپ دھار چکا ہے۔

نیز مطبوعہ مقالہ کے نام "کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" سے یہ کہیں واضح نہیں ہے کہ کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن میں تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے یا باہم موافقت ثابت کی گئی ہے؟ اور نام سے یہ بھی واضح نہیں ہے کہ معروف تراجم قرآن کی تعداد محدود ہے یا لامحدود ہے اور یہ بھی واضح نہیں ہے کہ کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن پر تنقید کی گئی ہے یا سب کی تعریف کی گئی ہے؟ یا کسی ایک کی برتری اور دیگر معروف تراجم کی تنقیص کی گئی ہے؟ یا کسی ایک کی تائید اور دیگر تراجم کی تغلیط کی گئی ہے؟ اسی طرح مطبوعہ مقالہ کے نام سے یہ بھی واضح نہیں ہے کہ معروف تراجم کسی ایک زبان سے متعلق ہیں یا ان میں معروف عربی، فارسی، سنسکرت، سندھی، سرائیکی، پشتو، کشمیری وغیرہ کے تراجم بھی شامل ہیں؟ پھر مقالہ کے نام سے یہ بھی واضح نہیں ہے کہ تراجم کا دائرہ کسی خاص مدت میں محدود ہے یا یہ اردو زبان کی تمام صدیوں پر محیط ہے؟

یہاں ضمناً عرض کرتا چلوں کہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے گیارہ صفحاتی جرح نگی کے زیر سایہ ڈاکٹر پروفیسر محمد شکیل اوج (ڈی لٹ) کے مقالہ پی ایچ ڈی "قرآن مجید کے آٹھ منتخب اردو تراجم کا تقابلی جائزہ" پر پروفیسر دلاور خاں کے نام کے ساتھ منسوب ایک کتاب "کنز الایمان اور مقالہ شکیل اوج کا تقابلی جائزہ" کا ص ۳۰ میرے سامنے ہے اس میں یہ سوال قائم کیا گیا ہے کہ "ایک قاری کی نگاہ جب مقالے کے عنوان "قرآن مجید کے آٹھ منتخب اردو تراجم کا تقابلی جائزہ" پر پڑتی ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس تحقیق میں پورے قرآن مجید اور آٹھ مشاہیر مترجمین کے تراجم پر تحقیق کر کے پی ایچ ڈی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی گئی ہے لیکن جب مقالے کی ورق گردانی کی جاتی ہے تو حقیقت اس کے برعکس دکھائی دیتی ہے"

ڈاکٹر مجید اللہ نے پروفیسر دلاور خاں سے منسوب اس سوال کو اسی کتاب میں اپنے گیارہ صفحاتی تاثرات بعنوان "تحقیق اوج کا مطالعہ" (ص ۱۲) میں بڑے طمطراق سے نقل کیا ہے، کاش ڈاکٹر مجید اللہ قادری اپنے مطبوعہ بلکہ مطبوعہ "مقالہ پی ایچ ڈی کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" کے نام پر یا اصلی غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی کے بیرونی سرورق پر لکھے ہوئے نام "کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم" یا اندرونی سرورق پر لکھے ہوئے نام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم کا تقابلی جائزہ" پر ایک نظر فرما لیتے تو انہیں اپنے چاک گریبان میں سے سب کچھ نظر آ جاتا اور وہ اپنے خدمت گار پروفیسر دلاور خاں کو نہ یہ سوال املاء کرواتے اور نہ خود اپنے تاثرات میں اس کا اعادہ کرتے کیونکہ ڈاکٹر مجید اللہ کے مقالہ پی ایچ ڈی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کے مذکورہ تینوں ناموں سے بھی یہی مترشح ہو رہا ہے کہ موصوف نے پورے قرآن مجید اور دنیا بھر کے معروف تراجم قرآن کا یا پورے قرآن مجید اور پاک و ہند کے معروف اردو قرآنی تراجم یا قرآنی اردو تراجم کا کنز الایمان سے تقابلی جائزہ لیا ہوگا، مگر وائے افسوس کہ چہار تو بولے چھلنی کیوں بولے جس میں ہزار چھید ہوں۔ماھو جوابکم فھو جوابنا.

بہر حال اس کتاب کے سرورق پر تحریر "مقالہ پی ایچ ڈی" لکھنے پر متعلقہ اداروں کو نوٹس لینا چاہیے اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے اصل مقالہ پی ایچ ڈی کی از سر نو جانچ پڑتال کے لیے نوٹس لینا ہائر ایجوکیشن کمیشن کا فرض بنتا ہے۔

وائس چانسلر کی توجہ کے لیے

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے شعبہ علوم اسلامی سے پی ایچ ڈی کیا ہے اور اس سبجیکٹ میں پروفیسر تو کجا وہ کبھی لیکچرر بھی نہیں رہے انہوں نے شعبہ ارضیات میں ایم ایس سی کر کے لیکچرر شپ حاصل کی، پھر از روئے سنیارٹی وہ اسسٹنٹ پروفیسر، پھر ایسوسی ایٹ اور آخر میں پروفیسر بن گئے، مگر تعجب ہے کہ وہ اپنے تدریسی شعبہ میں ڈاکٹریٹ نہ کر سکے، اس سے ان کی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں پر حرف آتا ہے، اصولاً تو انہیں اسی شعبہ (ارضیات) میں پی ایچ ڈی کرنا چاہیے تھا، مگر اس شعبہ میں پی ایچ ڈی نہ کرنے یا نہ کر سکنے کے باوجود موصوف جامعہ کراچی سے پی ایچ ڈی الاؤنس وصول کرتے ہیں، جو اصلاً غلط ہے، کیونکہ یہ الاؤنس اس قرینے پر دیا جاتا ہے کہ کوئی بھی استاد اپنے شعبہ میں مہارت تامہ کے حصول میں کامیاب ہو کر اپنے طلبا کو اپنے علم و تحقیق سے نواز رہا ہوگا مگر یہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہے، ڈاکٹر مجید اللہ نے اپنی اس کمی یا کمزوری کو اس طرح دور کیا کہ اسلامک اسٹڈیز میں پرائیوٹ ایم اے کر کے پھر پی ایچ ڈی میں داخلہ لے لیا، اور خوش قسمتی سے وہ پی ایچ ڈی کرنے والے عرصہ میں یونیورسٹی کے ایک معتبر اور با اختیار ادارے سنڈیکیٹ کے ممبر بھی رہے، سو اس حیثیت کا انہیں یقیناً فائدہ ہوا ہوگا، بلکہ ممکن ہے فائدہ اٹھایا ہوگا، جبھی اس جیسے غیر معیاری تحقیقی مقالہ پر ڈگری کے حصول میں کامیاب ہو گئے، اس لیے میری دانست میں انہیں بیک وقت پروفیسر اور ڈاکٹر لکھنے سے یونیورسٹی کو منع کر دینا چاہیے کیونکہ جس سبجیکٹ میں وہ پروفیسر ہیں اس سبجیکٹ میں وہ ڈاکٹر نہیں اور جس سبجیکٹ میں وہ ڈاکٹر ہیں اس میں وہ پروفیسر بلکہ لیکچرر بھی نہیں، ان کا خود کو بیک وقت پروفیسر اور ڈاکٹر لکھنا جامعہ کراچی کا ایک یادگار لطیفہ ہے، جبکہ اس سے بھی بڑا لطیفہ ان کا شعبہ پٹرولیم ٹیکنالوجی کا چیئرمین ہو کر اسلامک اسٹڈیز میں ڈاکٹریٹ کا الاؤنس حاصل کرنا ہے۔

کیا واقعی یہ پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے؟

زیر نظر مطبوعہ مقالہ کیا واقعی پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے؟ یا یہ کوئی کتاب ہے جس کے سرورق پر ''مقالہ پی ایچ ڈی'' تحریر کر دیا گیا ہے؟ میرے نقطۂ نظر میں تو ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو اس کتاب کے سرورق پر ''مقالہ پی ایچ ڈی'' لکھنا ان کی سروقامتی کے شان شایان شان نہیں ہے، کیونکہ یہ وہ مقالہ ہی نہیں ہے جس پر انہیں پی ایچ ڈی کی سند دلوائی گئی ہے، ان کا اصل اور غیر مطبوعہ مقالہ پرانے ٹائپ رائٹر پر ٹائپ شدہ ہے، اس مطبوعہ مقالہ میں اس قدر اضافے کیے اور کروائے گئے ہیں کہ اصل مقالہ کی عبارات طفیلی بنا دی گئی ہیں، ڈاکٹر مجید اللہ قادری اپنے ''اعتذاریہ'' میں خود لکھتے ہیں۔

اس مقالہ (یعنی غیر مطبوعہ) کو بعد میں کئی حضرات نے پڑھا اور بعض نے اپنی رائے سے نوازا۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی۔ علامہ مفتی شریف الحق امجدی۔ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری۔ علامہ مفتی محمد مکرم احمد دہلوی۔ مولانا سرفراز احمد اختر القادری۔ مولوی حسن مثنیٰ ندوی۔ احقر نے خود بھی بعد میں مختلف آرا کی روشنی میں کئی ابواب میں اضافہ کیا اور کوشش کی ہے کہ محققانہ انداز قائم رہے۔ (مقالہ مطبوعہ ص ث، ج)

تحقیقی انداز ملاحظہ ہو کہ کئی حضرات نے یہ مقالہ پڑھا اور بعض نے اپنی رائے سے نوازا، پھر چھ علامہ اور ایک مولوی کا نام لکھا جس سے تاثر یہ ملتا ہے کہ مذکورہ سات حضرات نے اپنی اپنی رائے سے نوازا، جبکہ کتاب کے آخری اوراق میں محقق اعلیٰ حضرت

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور) علامہ مفتی شریف الحق امجدی مبارکپوری (انڈیا) علامہ مفتی محمد مکرم احمد امام مسجد فتحپوری دہلی (انڈیا) کے تاثرات وغیرہ درج ہیں، جبکہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے ناشر ادارہ کے صدرنشین کی حیثیت سے کتاب کے شروع میں پیش لفظ لکھا ہے، باقی چار حضرات کے اسماگرامی بطور بھرتی درج کئے گئے ہیں تاکہ قارئین پر رعب قائم رہے۔

بہر حال ایک تو ڈاکٹر مجید اللہ نے خود لکھا ہے کہ احقر نے مختلف آراء کی روشنی میں کئی ابواب میں اضافہ کیا ہے اور پھر اس مقالہ پر اپنے تاثرات دینے والے مثلث (حضرات ثلاثہ) میں سے علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد دہلوی نے اپنے تاثرات بنام ''تقدیم'' میں یہی لکھا ہے کہ ''محقق مقالہ نگار اگر انہی عنوانات کی تفصیل پر بس کر دیتے تو مقالہ کی جامعیت اور افادیت میں کوئی نقص نہیں رہتا، لیکن انہوں نے مزید تحقیق سے کام لیتے ہوئے ایک منفرد باب میں ''کنز الایمان پر اعتراضات اور ان کا محققانہ جائزہ'' پیش کیا ہے۔ (مقالہ مطبوعہ ص ۴۲۸) پی ایچ ڈی میں چونکہ نیا کام کرنا ہوتا ہے اس لیے محقق ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے یہاں بھی ایک نیا کام یہ کیا ہے کہ مسجد فتحپوری کے امام علامہ مفتی محمد مکرم احمد دہلوی کا لکھا ہوا مقدمہ اپنی اس کتاب کے آخر میں اسی عنوان سے بطور تقدیم شائع کیا ہے۔ مقدمہ کتاب کے آخر میں درج کرنا سوائے پی ایچ ڈی کے محقق مذکور کے اور کون ایسا کر سکتا ہے؟

خلاصہ یہ کہ زیر نظر مطبوعہ مقالہ کو یونیورسٹی اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قواعد وضوابط کے مطابق کیا پی ایچ ڈی کا مقالہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیونکہ یہ پی ایچ ڈی کا وہ مقالہ ہی نہیں ہے جس پر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو سند دی گئی تھی؟ نیز اصلی غیر مطبوعہ مقالہ تو اس نقلی مطبوعہ مقالہ کا بمشکل پچاس فیصد ہوگا، اصل مقالہ میں بکثرت اضافوں اور نئے باب کے اندراج سے اب یہ کتاب ہو گئی ہے، لہٰذا سرورق پر ''مقالہ پی ایچ ڈی'' لکھنا خلاف دیانت اور عوام و ادارے کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے، کیونکہ یہ اصلی مقالہ ہی نہیں ہے، خود مقالہ نگار تسلیم کرتے ہیں کہ ''علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے آخری تین ابواب پر نظر ثانی فرمائی اور اصلاح سے نوازا (مقالہ مطبوعہ ص ج) یعنی اس مطبوعہ مقالہ میں دیگر حضرات کی اصلاحیں بھی شامل ہیں مگر واقعتاً حقیقت تو اصلاح سے بھی آگے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مقالہ میں تین طرح کے طرز تحریر ہیں، واللہ اعلم بالصواب

فہرست میں تقابلی جائزہ

غیر مطبوعہ اصلی مقالہ اور زیر نظر نقلی مطبوعہ مقالہ کی فہرست میں تفاوت ملاحظہ کیجئے ابتدائیہ اور مقدمہ وغیرہ کے علاوہ۔

فہرس (غیر مطبوعہ مقالہ)	فہرست مطبوعہ مقالہ
۱۔باب اول۔قرآن مجید	۱۔باب اول۔قرآن مجید
۲۔باب دوم۔ترجمۂ قرآن	۲۔باب دوم۔ترجمۂ قرآن (ترجمہ پر)
۳۔باب سوم۔برصغیر پاک وہند میں اردو زبان میں قرآنی تراجم کا تاریخی جائزہ	۳۔برصغیر میں اردو زبان میں قرآنی تراجم کا تاریخی جائزہ (مطبوعہ مقالہ میں پاک وہند حذف کر کے پورے برصغیر کو لیا گیا ہے)
۴۔باب چہارم۔معروف قرآنی تراجم اور مترجمین (کنز الایمان سے قبل)	۴۔معروف اردو قرآنی تراجم اور مترجمین (کنز الایمان سے قبل) لفظ اردو کا اضافہ ہے۔

۵۔باب پنجم۔صاحب کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	۵۔حیات امام احمد رضا اور کنز الایمان (مطبوعہ مقالہ میں عنوان بدل دیا ہے۔
۶۔باب ششم۔دیگر معروف اردو قرآنی تراجم اور مترجمین (بعد کنز الایمان)	۶۔معروف اردو قرآنی تراجم اور مترجمین (کنز الایمان کے بعد) مطبوعہ مقالہ میں بریکٹ والی عبارت تبدیل اور لفظ دیگر حذف کردیا ہے۔
۷۔باب ہفتم۔کنز الایمان جمہور تفاسیر کی روشنی میں	۷۔کنز الایمان مستند تفاسیر کی روشنی میں (مطبوعہ مقالہ میں جمہور کی جگہ مستند کردیا ہے)
۸۔باب ہشتم۔کنز الایمان کی امتیازی خصوصیات	۸۔کنز الایمان کی امتیازی خصوصیات
۹۔باب نہم۔؟یہ باب اصل مقالہ میں نہیں	۹۔کنز الایمان پر اعتراضات اور ان کا محققانہ جائزہ
۱۰۔؟ایضاً	۱۰۔حاصل بحث
۱۱۔کتابیات	۱۱۔کتابیات
	۱۲۔تبصرہ
	۱۳۔اظہار خیال
	۱۴۔تقریظ

نتیجۂ فہرست پر ایک نظر

۱۔ غیر مطبوعہ مقالہ میں فہرس جبکہ مطبوعہ مقالہ میں فہرست لکھا ہے۔(فہرس اردو میں استعمال نہیں ہوتا)

۲۔ غیر مطبوعہ مقالہ باب دوم میں ترجمہ قرآن لکھا ہے جبکہ مطبوعہ مقالہ میں ترجمہ کی جگہ ہمزہ ہے۔

۳۔ غیر مطبوعہ مقالہ باب سوم میں برصغیر پاک وہند لکھا ہے جبکہ مطبوعہ مقالہ میں پاک وہند کو حذف کرکے پورے برصغیر کے ممالک کا احاطہ کیا گیا ہے۔

۴۔ غیر مطبوعہ مقالہ باب پنجم میں صاحب کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن لکھا ہے جبکہ مطبوعہ مقالہ میں عنوان بدل کر حیات امام احمد رضا اور کنز الایمان لکھا ہے یعنی باب کا عنوان ہی بدل دیا ہے اور اصل نام ترجمۃ القرآن میں ترجمہ کی جگہ نقطے لگاکر ترجمۃ لکھا ہے۔

۵۔ غیر مطبوعہ مقالہ باب ششم میں لفظ دیگر موجود ہے جبکہ مطبوعہ مقالہ میں یہ محذوف ہے اسی طرح "بعد کنز الایمان" کو "کنز الایمان کے بعد" لکھا ہے۔

۶۔ غیر مطبوعہ مقالہ باب ہفتم میں جمہور تفاسیر لکھا جبکہ مطبوعہ مقالہ میں مستند تفاسیر لکھا ہے شاید لفظ جمہور تقیہ میں رکاوٹ بن رہا تھا اس لیے اسے مستند میں بدل دیا، کیونکہ کسی بھی تفسیر کو مستند اور غیر مستند قرار دینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

۷۔ غیر مطبوعہ اصل مقالہ جس پر پی ایچ ڈی کی سند دلوائی گئی ہے اس میں باب نہم سرے سے ہے ہی نہیں، لیکن مطبوعہ مقالہ پی ایچ ڈی میں باب نہم زیر عنوان "کنزالایمان پر اعتراضات کا محققانہ جائزہ" موجود ہے جو ۶۷ صفحات پر بکھرا ہوا ہے۔

۸۔ پی ایچ ڈی کے متعدد مقالات میری نظر سے گزرے ہیں اور ان پر انہی صفحات میں میرے تبصرے بھی شائع ہوئے ہیں، ان میں ہر باب کے آخر میں حاصل بحث کا عنوان ضرور ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے اصلی غیر مطبوعہ اور نقلی مطبوعہ مقالہ کے آٹھوں ابواب میں سے کسی ایک باب کے آخر میں بھی حاصل بحث کا عنوان نہیں ہے البتہ مطبوعہ مقالہ میں اضافی باب نہم میں ۲۰ سطری چار صفحات، سات سطروں اور ایک شعر پر مشتمل حاصل بحث تحریر کی گئی ہے۔

۹۔ اصل مقالہ جو یونیورسٹی میں جمع کرایا گیا ہے اس پر نگران، دو ممتحن اور ایک وائیوا (Viva) لینے والے میں سے کسی کے تاثرات یعنی رپورٹس وغیرہ موجود نہیں ہیں۔

۱۰۔ جبکہ مطبوعہ مقالہ، یونیورسٹی میں جمع کیے گئے اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے مطابق نہیں ہے یعنی نقل مطابق اصل نہیں ہے تو اس کے سرورق پر "مقالہ پی ایچ ڈی" لکھنا کہاں کی دیانت داری ہے؟ خدا معلوم، یونیورسٹی نے اس طرف توجہ کیوں نہیں دی؟

اظہار تشکر میں، اصلی اور نقلی مقالہ میں تقابلی جائزہ

تیسرا ورق (ص نمبر نہیں ہے) اظہار تشکر کے لیے وقف ہے جس میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنی طرف سے انصاریوں کا شکریہ ادا کیا ہے، اصلی مقالہ جو یونیورسٹی میں جمع کرایا گیا تھا اور جو نقلی مقالہ پی ایچ ڈی مطبوعہ ہے، ان میں اظہار تشکر کا تقابلی جائزہ پیش کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں نیز اصلی غیر مطبوعہ مقالہ میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی اردوئے معلی سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم یہ نہیں کہتے کہ موصوف نے غیر مطبوعہ اظہار تشکر میں موقع کو موقعہ، سال کو سال، پایہ کو پائیہ اور کوششیں کو کوششیں لکھا ہے، یا اس جملہ "جس نے پیکر استاد کو مرکز علم و حکمت بنایا" کے متعلق نہیں پوچھتے کہ "پیکر استاد" جیسی مجددانہ اصطلاح کا منشا الیہ کون ہے؟

البتہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے اظہار تشکر میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں کہ "سینکڑوں افراد سے استفادہ کر کے" وہ منزل مقصود تک پہنچے ہیں ان میں سے جن چند افراد کے نام انہوں نے زیب قرطاس کرنا ضروری سمجھا ہے وہ درج ذیل ہیں (۱) پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد (۲) پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد (۳) پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید (۴) سید ریاست علی قادری (۵) ڈاکٹر جلال الدین نوری (۶) پروفیسر ڈاکٹر صابر علی (۷) پروفیسر جمیل اختر (۸) مفتی ظفر علی نعمانی (۹) مولانا جمیل احمد نعیمی (۱۰) مولانا حاسین (۱۱) حبیب عباسی (۱۲) بزرگ محقق علامہ شمس الحسن شمس بریلوی

یعنی سینکڑوں افراد میں سے صرف بارہویں والے کے نام پر پورے بارہ انصاریوں (مددگاروں) کے اسمائے گرامی مع سابقہ و لاحقہ درج فرمائے ہیں مگر نقلی مطبوعہ مقالہ میں ڈاکٹر مجید اللہ نے مذکورہ بالا انصاریوں میں سے بھی کچھ افراد کے اسمائے گرامی

ناقابل اشاعت قرار دے کر انہیں حذف کردیا ہے، ان محذوف، متروک اور ناقابل اشاعت اسماء گرامی کے موصوف حضرات یہ ہیں۔ (۱) مفتی ظفر علی نعمانی (۲) مولانا جمیل احمد نعیمی (۳) مولانا حاسین (۴) حبیب عباسی، ان حضرات گرامی کے اسماء گرامی بلیک لسٹ کرنے کی وجہ بھی نہیں بتائی گئی مگر واقفان حال بتاتے ہیں کہ حضرت مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی کی بریلویت ڈاکٹر مجید اللہ کے معیار کی نہیں تھی جبکہ مولانا حاسین اور حبیب عباسی کو بلیک لسٹ کرنے کا مطلب تو اہل علم خوب جانتے ہیں۔

پھر اصلی غیر مطبوعہ مقالہ میں جس ترتیب سے مذکورہ بارہ نام درج ہیں، نقلی مطبوعہ مقالہ میں وہ ترتیب بدل دی گئی ہے، مثلاً غیر مطبوعہ مقالہ میں پہلا نام ڈاکٹر امتیاز احمد کا ہے جبکہ مطبوعہ مقالہ میں پہلا نام سابق وائس چانسلر ڈاکٹر منظور الدین احمد کا ہے، اسی طرح پروفیسر جمیل اختر کا نام ساتویں سے چوتھے نمبر لکھا ہے اور سید ریاست علی قادری کا نام چوتھے سے ساتویں نمبر پر لکھا ہے، البتہ مطبوعہ مقالہ میں دو انصاریوں ڈاکٹر حافظ محمد عبداللہ قادری اور سید وجاہت رسول قادری کے ناموں کا اضافہ فرمایا ہے مگر اس سلب وایزاد اور تصریف وگردش کی کوئی وجہ بھی نہیں لکھی، خلاصہ یہ کہ اظہار تشکر بھی وہ نہیں ہے جو اصل مقالہ میں تحریر ہے اور نقلی مطبوعہ مقالہ کا نام "کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" بھی وہ نہیں ہے مگر جس اندرونی سرورق والے نام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم (کا تقابلی جائزہ) یا بیرونی سرورق والے نام "کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم" (مقالہ برائے پی ایچ ڈی) سے ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی ہے۔

ترجمہ کنز الایمان کب مکمل اور کب شائع ہوا؟

نقلی مطبوعہ مقالہ کے ص ۴۷۲ حوالہ نمبر ۸۰ میں حوالہ مکمل نام سے ہے یعنی کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مترجم کا نام بھی ہے اور ناشر ادارے کا نام اور سن اشاعت بھی موجود ہے جو درج ذیل ہے "سلسلہ برقی پریس مرادآباد ۱۳۳۰ھ" یعنی ترجمہ کنز الایمان پہلی مرتبہ ۱۳۳۰ھ میں شائع ہو چکا تھا اور کتابیات میں بھی سن اشاعت ۱۳۳۰ھ دیا گیا ہے۔

مگر اسی نقلی مطبوعہ مقالہ کے ص ۳۲۲ تا ۳۲۶ سے واضح ہو رہا ہے کہ ۱۳۳۰ھ میں ترجمہ بنام کنز الایمان مکمل ہوا تھا نہ کہ شائع ہوا تھا، جیسا کہ مقالہ نگار ڈاکٹر مجید اللہ قادری اپنے نقلی مطبوعہ مقالہ میں لکھتے ہیں ۔۔۔ "امام احمد رضا بریلوی اپنی تصنیف کا نام تاریخی رکھا کرتے تھے، چنانچہ ترجمہ قرآن جو ۱۳۳۰ھ میں مکمل ہوا، آپ نے اس کا نام علم الاعداد کے مطابق "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" رکھا، اس وقت سن عیسوی ۱۹۱۱ء تھا (نقلی مقالہ مطبوعہ ص ۳۲۲)

مگر اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے ص ۱۰۳ میں لکھا کہ "انہیں میں ایک ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی کا بھی ہے جنہوں نے ۱۹۳۰ء میں کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے مکمل کیا"

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے پہلے لکھا کہ ترجمہ کنز الایمان ۱۳۳۰ھ میں مرادآباد (انڈیا) سے شائع ہوا تھا، پھر لکھا کہ یہ ترجمہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں مکمل ہوا، پھر حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب کے زبانی حوالے سے لکھا کہ "پہلی مرتبہ کنز الایمان امام احمد رضا کی حیات میں ہی شائع ہوا لیکن اس کی سن طباعت باوجود کوشش کے حاصل نہ ہو سکی" (نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۳۲۵) بلکہ ڈاکٹر مجید اللہ خود

لکھتے ہیں: "کنز الایمان کی سن طباعت کے سلسلے میں کوئی شہادت میسر نہ ہوئی" (نقلی مقالہ مطبوعہ ص ۳۲۴)

نیز حضرت مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ کے زبانی حوالہ سے کنز الایمان کی پہلی اشاعت کے تعلق سے جو کچھ نقلی مطبوعہ مقالہ کے باب پنجم ص ۳۲۴۔۳۲۵ میں لکھا گیا ہے یہ سارا واقعہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے باب پنجم میں کیوں نہیں لکھا گیا؟ بیشک حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب کی شخصیت انتہائی معتبر اور قابل اعتماد ہے، آپ اہل زبان اور اہل قلم بھی ہیں، اگرچہ حضرت موصوف نے یہ واقعہ پہلے کبھی لکھا اور نہ بیان فرمایا، ایسی تمام باتوں سے قطع نظر اگر ڈاکٹر مجید اللہ کا مطبوعہ مقالہ "کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" واقعی پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے تو کیا پی ایچ ڈی کے مقالہ میں کسی کا زبانی حوالہ تحریر کرنے کی اجازت ہے؟ اور کیا یونیورسٹی ایسے زبانی کلامی حوالوں کو بغیر کسی تحریری ماخذ کا حوالہ دیئے، مقالہ کو قبول کرکے ڈاکٹریٹ کی سند جاری کردیتی ہے؟ کاش کہ اس کا جواب مل جائے گا۔ واضح ہو کہ زبانی حوالہ کی حیثیت محققین کے نزدیک محض رائے زنی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ کنز الایمان ۱۳۳۰ھ میں مکمل ہوا تھا شائع نہیں ہوا تھا، کیونکہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اسی مطبوعہ مقالہ میں ص ۳۲۴ کے حوالہ نمبر ۱۹ میں لکھا ہے "امام احمد رضا خان قادری بریلوی (قلمی مسودہ) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن صفحات ۳۲۵، ۱۳۳۰ھ" یعنی ترجمہ کنز الایمان کو ۱۳۳۰ھ میں قلمی مسودہ لکھا ہے اور کتابیات میں دیئے گئے سن طباعت اور ص ۲۷ کے حوالہ نمبر ۸۰ میں دیئے گئے سن طباعت ۱۳۳۰ھ کی خود ہی تغلیط کردی ہے اور اقرار کیا ہے کہ "امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کی طباعت کی صحیح تاریخ کا تعین نہیں کیا جاسکا البتہ وہ آپ کی حیات ہی میں شائع ہوا ہے" (نقلی مقالہ مطبوعہ ص ۳۲۵)

پھر ایک اشتہار مطبوعہ معارف رضا (کراچی) شمارہ ۱۹۹۵ء جو رسالہ الفقیہ سے من وعن منقول وماخوذ ہے کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ اشتہار الفقیہ کے ۱۹۲۶ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا، اس اشتہار میں اعلان کیا گیا تھا کہ اعلیٰ حضرت شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کا ہدیہ ۱۴ فروری ۱۹۲۶ء تک ۳ روپے کے بجائے دو روپے کردیا گیا ہے۔ (ملخصاً نقلی مقالہ مطبوعہ ص ۳۲۶)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ اشتہار معارف رضا شمارہ ۱۹۹۵ء کے حوالہ سے من وعن نقل کیا ہے، کاش وہ نقل کو عقل سے پرکھ لیتے؟ معارف رضا شمارہ ۱۹۹۵ء قابل غور ہے؟ معارف رضا ماہنامہ ہے، یہ کس ماہ کا شمارہ ہے؟ یا یہ شمارہ نمبر ۱۹۹۵ ہے؟ یعنی کیا ماہنامہ معارف رضا کی ۱۹۹۵ اشاعتیں ہوچکی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر معارف رضا تو بعثت نبوی ﷺ سے بھی صدیوں پہلے سے شائع ہو رہا ہوگا؟ پھر ماہنامہ معارف رضا نے یہ اشتہار "الفقیہ" سے لیا ہے، یہ الفقیہ ماہنامہ تھا؟ سہ ماہی، ششماہی یا سالنامہ تھا؟ یا اسی اشتہار کی غرض سے کتابچہ کی صورت میں شائع کیا گیا تھا؟ یعنی ۱۹۲۶ء کے شمارے سے کیا مراد ہے؟

ڈاکٹر مجید اللہ قادری مزید لکھتے ہیں "اس سلسلے میں اگر "الفقیہ" کی پرانی فائل میسر آجائے تو اس میں ضرور اس کا ذکر ہوگا" (نقلی مقالہ مطبوعہ ص ۳۲۶) اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کو الفقیہ کی پرانی فائل نہیں ملی تھی تو وہ اپنے رفیق خاص، قدم بقدم کے انصاری، ہمدم ہاشمی، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے رجسٹرڈ صدر نشین صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری سے پوچھ لیتے کہ حضرت آپ نے جس الفقیہ سے مذکورہ اشتہار حرف بہ حرف ماہنامہ معارف رضا کے شمارہ نمبر ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں نقل فرمایا ہے، اس

الفقیہ کا دنیا میں کہیں وجود ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ:

ا۔ ترجمہ کنز الایمان ۱۳۳۰ھ میں شائع ہو چکا تھا۔

۲۔ ترجمہ کنز الایمان ۱۳۳۰ھ میں مکمل ہوا۔

۳۔ ترجمہ کنز الایمان کا نام علم الاعداد کے مطابق تاریخی ہے یعنی کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے عدد ۱۳۳۰ھ ہیں۔

۴۔ ترجمہ کنز الایمان ۱۳۳۰ھ میں قلمی مسودہ تھا۔

۵۔ ترجمہ کنز الایمان کا پہلی طباعت کا سن باوجود کوشش کے معلوم نہ ہو سکا۔

۶۔ معارف رضا کراچی کا شمارہ نمبر اور مہینا نامعلوم۔

۷۔ الفقیہ، ماہنامہ ہے یا پندرہ روزہ؟ شمارہ ۱۹۲۶ء کس ماہ کا ہے اور شمارہ نمبر کیا ہے؟ سب نامعلوم؟

مگر اس تحقیق سے ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے نگران کا صرف نظر فرمانا اگرچہ سمجھ میں آتا ہے لیکن محقق نے بھی یہ احساس نہ کیا کہ وہ اپنی تحقیق کی خود ہی تغلیط کر رہے ہیں اور خوش قسمتی سے لاعلمی میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل کر لی مگر اس سے حیران کر دینے والی تحقیق ملاحظہ ہو۔

حیران کن تحقیق

ترجمہ کنز الایمان کب طبع ہوا؟ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی اس تحقیق پر حیران نہ ہوں، یہ ڈاکٹر موصوف کا مطبوعہ "مقالہ پی ایچ ڈی۔ کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن" ہے، پی ایچ ڈی میں روایت سے ہٹ کر کچھ نیا کام کرنا مقصود ہوتا ہے اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنی تحقیق میں واقعی نیا کام کر دکھایا ہے، اور یہ کام شاید سلیمانی ٹوپی پہن کر کیا گیا ہے کہ ان کے نگران ڈاکٹر محمد مسعود احمد کو بھی یہ تحقیقی اور انوکھا کام نظر نہیں آیا، ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے کنز الایمان کی پہلی اشاعت کے حوالہ سے الفقیہ کے شمارے ۱۹۲۶ء میں مطبوعہ اشتہار بحوالہ معارف رضا کراچی کے شمارہ ۱۹۹۵ء سے اپنے مقالہ پی ایچ ڈی میں نقل کیا ہے، قارئین ایک مرتبہ پھر یاد کر لیں کہ ڈاکٹر مجید اللہ نے یہ اشتہار معارف رضا کراچی کے شمارہ ۱۹۹۵ء سے اپنے مقالہ پی ایچ ڈی میں نقل کیا ہے، لیکن ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے تو پی ایچ ڈی کی سند ۱۹۹۳ء میں حاصل کی تھی؟ دو سال بعد معارف رضا میں شائع کیا جانے والا اشتہار دو سال پہلے سند دیئے جانے والے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں کیسے درج ہو گیا؟ پھر الفقیہ کی فائل منصۂ شہود سے ایسی غیب ہوئی کہ ڈاکٹر موصوف کو وہ فائل سید وجاہت رسول قادری سے بھی میسر نہ آ سکی؟ اس تحقیق انیق پر ان کے نگران ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا فرض تھا کہ وہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو پی ایچ ڈی سے کوئی بڑی Unique سند دلواتے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے مطبوعہ مقالہ کے ص ۵۲۵ کے حوالہ نمبر ۲۱ میں پھر یہی لکھا ہے "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ص ۱۳۷۷ اہلسنت برقی پریس مراد آباد" اگرچہ مترجم کا نام لکھا ہے لیکن سن اشاعت نہیں لکھا، البتہ ص ۸ حوالہ نمبر ۲ میں کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کو مطبوعہ تاج کمپنی کراچی لکھا ہے، لیکن مترجم کا نام اور سن اشاعت یا قرآن پر دیا گیا کوڈ نمبر نہیں لکھا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے بہت سارے حوالے جو صرف کنز الایمان یا کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن یا کنز الایمان فی ترجمۃ

القرآن یا کنز الایمان فی ترجمہ القرآن یا کنز الایمان ترجمہ القرآن کے نام سے لکھے ہیں وہ مطبوعہ اہلسنت برقی پریس مراد آباد ۱۳۳۰ھ سے دیئے ہیں یا قلمی مسودہ ۱۳۳۰ھ سے یا تاج کمپنی کراچی کے مطبوعہ سے دیئے ہیں، نیز کراچی کے ایک معروف بریلوی مکتبہ کے مطبوعہ ترجمہ کنز الایمان سے صرف نظر بھی ایک اہم سوال ہے؟

حق احتجاج محفوظ ہے

گذشتہ اوراق میں قارئین تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی ایک تحقیق کے مطابق ترجمہ کنز الایمان پہلی مرتبہ مراد آباد (انڈیا) سے ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا تھا، اس وقت ان کے بقول سن عیسوی ۱۹۱۱ء تھا، اور الفقیہ میں قیمت کم کرنے اور دوبارہ طباعت کی نوید شمارہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی تھی یعنی پہلی اشاعت کے پندرہ سال بعد (۱۹۲۶ء میں ہجری سن ۱۳۴۵ھ بنتا ہے) کیا ڈاکٹر مجید اللہ قادری اپنی تحقیق کے زیر سایہ بین السطور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت سیدی الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ کنز الایمان کی پہلی اشاعت کے نسخے پندرہ سال میں بھی فروخت نہیں ہوئے تھے؟ اور پھر قیمت بھی کم کرنی پڑی؟ جس طرح الفقیہ مفقود الخبر ہے اسی طرح یہ اشتہار بھی محل نظر ہے، اس حوالہ سے ہم احتجاج کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

کنز الایمان اور مترجم کے نام میں قطع برید

کسی بھی عنوان پر کسی تصنیف، تالیف یا ترجمہ کے تحقیقی، تنقیدی جائزہ کے حوالہ سے وضع کیے گئے اصول وضوابط کتب قواعد میں موجود ہیں، اور ریسرچ کرانے والے اداروں نے محقق کے لیے ان اصولوں کی پابندی لازم قرار دی ہوئی ہے یعنی کوئی بھی ان اصولوں کی پابندی سے اعراض وانحراف نہیں کرسکتا، اگر محقق کی تحقیق ان اصولوں کی متابعت میں نہ ہو تو محقق کا نگران اسے سند دینے کی سفارش نہیں کرتا مگر یہاں استثنا موجود ہے؟

ان اصول وضوابط میں حوالہ جات کے بارے میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ محقق مکمل حوالہ تحریر کرے، مثلاً مصنف کا نام، لقب، خطاب اور تخلص مکمل لکھے اس کی کتاب یا ترجمہ کا نام بھی مکمل اور ناشر ادارے کا نام مع شہر اور سن اشاعت ضرور لکھے، اگر سن اشاعت نہ ہو تو لکھ دے کہ سن اشاعت درج نہیں، اگر وہ کتاب یا ترجمہ بیرون ملک کسی ادارے کا مطبوعہ ہے تو ناشر ادارے کے شہر اور ملک کا نام بھی لکھا جائے، اگر ایک ہی حوالہ مختلف صفحات میں متعدد بار لکھا جارہا ہے تو ہر مختلف مقام میں مصنف کا نام اور تصنیف و ترجمہ کا نام مکمل لکھنا چاہیے، مصنف، مؤلف اور مترجم کے نام میں اور تصنیف، تالیف اور ترجمہ کے نام میں قطع وبرید اصول تحقیق کے خلاف ہے، اسی طرح عہد حاضر میں قرآن مجید (صرف متن یا مع ترجمہ) کو ڈنبر سے شائع کیے جارہے ہیں تو کوڈنبر دینا ضروری ہے، اگر مصنف، مؤلف اور مترجم وغیرہ کا نام کہیں مکمل، کہیں نامکمل، کہیں القاب وخطاب میں اضافہ، کہیں کمی کرکے لکھا تو یہ اصول تحقیق کے اس لیے خلاف ہے کہ قاری اس فرد واحد کو متعدد افراد سمجھ سکتا ہے، اسی طرح کسی تصنیف، تالیف یا ترجمہ کا کہیں مکمل اور کہیں نامکمل نام لکھنے سے قاری کو دھوکہ ہوسکتا ہے اور وہ ایک ہی حوالہ کو متعدد حوالے سمجھ سکتا ہے، ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مطبوعہ تحقیقی مقالہ پی ایچ ڈی میں اس کی بکثرت امثلہ موجود ہیں۔

اہلسنّت بریلوی مکتب فکر کے امام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کا اصل نام با تحقیق

ڈاکٹر مجید اللہ قادری "کنزالایمان فی ترجمہ القرآن" ہے، مگر ڈاکٹر صاحب نے لفظ "ترجمہ" میں خوب تصریف فرمائی ہے اور کہیں "ترجمہ" کی "ہ" پر نقطے ڈال کر اسے "ترجمۃ" لکھا ہے یعنی "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" لکھا ہے، مشتے نمونہ از خروارے چند حوالے نقلی مطبوعہ مقالہ سے درج ذیل ہیں۔ ص۱۸ حوالہ نمبر ۲۔ ص۱۹ حوالہ نمبر ۲،۳، ص۲۳ حوالہ نمبر ۱۲ وغیرہ۔ ان حوالوں میں نہ مترجم کا نہ ناشر ادارے کا نام ہے اور نہ سن اشاعت لکھا گیا ہے بلکہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے ص۲ کے حوالہ نمبر ۲ میں بھی "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" لکھا ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے لفظ "جمہ" کی "ہ" سے پہلے حرف "ت" کا اضافہ کیا ہے یعنی "ترجمتہ" لکھا ہے، مکمل حوالہ اس طرح لکھا ہے "کنزالایمان فی ترجمتہ القرآن" چند حوالے بطور نمونہ مطبوعہ مقالہ کے درج ذیل صفحات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ص۲۰ حوالہ نمبر ۴،۵۔ ص۲۲ حوالہ نمبر ۱۱۔ ص۲۴ حوالہ نمبر ۱۶،۱۷۔ ص۲۶ حوالہ نمبر ۲۵۔ یعنی صرف ص ۲۱ تا ۳۱ میں بارہ مقام پر ترجمہ لکھا گیا ہے مگر نہ مترجم، نہ اشاعتی ادارے کا نام ہے اور نہ سن اشاعت ہے، اسی طرح ص ۳۸ حوالہ نمبر ۱۰ میں ترجمہ کا نام "کنزالایمان ترجمتہ القرآن" لکھا ہے یعنی حرف فی نہیں لکھا جبکہ ص۳۹ حوالہ نمبر ۱۱ میں ترجمہ کا نام "کنزالایمان ترجمتہ القرآن" لکھا ہے یعنی حرف فی نہیں لکھا۔ یہ مطبوعہ نقلی مقالہ میں کمال تحقیق کا ایک نمونہ ہے جبکہ اصلی اور غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی میں بھی یہ حشر سامانیاں درج ذیل صفحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں، صرف باب اول ص ۱ تا ۴۳ میں کنزالایمان کے ۲۵ حوالے دیئے گئے ہیں، ہر جگہ "کنزالایمان فی ترجمتہ القرآن" لکھا گیا ہے مثلاً ص۳ حوالہ نمبر ۳،۴، ص۴ حوالہ نمبر ۵۔ ص۷ حوالہ نمبر ۱۱، ص۸ حوالہ نمبر ۱۲، ص۹ حوالہ نمبر ۱۶،۱۷، ص۱۲ حوالہ نمبر ۲۵، ص۱۹ حوالہ نمبر ۳۳، ص۲۰ حوالہ نمبر ۳۹، ص۲۱ حوالہ نمبر ۴۰، ۴۱، ۴۲، ص۲۲ حوالہ نمبر ۴۳، ۴۴، وقس علیٰ ہذا۔

اسی طرح اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے ص۲ حوالہ نمبر ۲ میں ترجمہ کا نام "کنزالایمان فی ترجمتہ القرآن" لکھا گیا ہے جبکہ ص۲۸ کے حوالہ ۵۵، ۵۶ اور ص۲۹ کے حوالہ ۵۷، ۵۸ میں یہ نام "کنزالایمان ترجمتہ القرآن" لکھا گیا ہے۔ دونوں مقالات کے مذکورہ صفحات میں صحیح نام "کنزالایمان فی ترجمہ القرآن" صرف ایک دفعہ لکھا گیا ہے۔ یہ صرف ایک باب کا نمونہ ہے باقی سات ابواب میں نام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے؟ حوالہ ترجمہ کنزالایمان کے نام میں ترمیم، تحریف، قطع و برید کے نمونے، ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی تحقیق پر سوالیہ نشان ہیں، موصوف نے ص ۳۸ حوالہ نمبر ۱۰، ص۳۹ حوالہ نمبر ۱۱ میں حوالہ کا نام "کنزالایمان ترجمتہ القرآن" لکھا ہے یعنی "کنزالایمان کے بعد ایک تو حرف "فی" حذف کردیا ہے دوم لفظ ترجمہ کی میم اور ہ کے درمیان حرف "ت" کا اضافہ کرکے "ترجمتہ" لکھا ہے یعنی کنزالایمان کے بعد ایک تو حرف "فی" حذف کردیا ہے دوم لفظ ترجمہ کی میم اور ہ کے درمیان حرف "ت" کا اضافہ کرکے "ترجمتہ" لکھا ہے، جبکہ ترجمہ کا صحیح نام "کنزالایمان فی ترجمہ القرآن" ہے، ان دونوں حوالوں میں نہ مترجم اور نہ ہی ناشر ادارے کا نام ہے اور نہ ہی سن اشاعت موجود ہے۔

نیز نقلی مطبوعہ مقالہ کے ص ۳۲۶ کی آخری سطر میں لکھتے ہیں "کنزالایمان فی ترجمتہ القرآن" (جمتہ، ت کے ساتھ) کے عدد علم الاعداد کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں" (یعنی ۱۳۳۰) پھر "کنزالایمان فی ترجمتہ القرآن" کو تاریخی نام ثابت کرنے کیلئے حروف

ابجد سے ان کے عدد تحریر کر کے نتیجہ ۱۳۳۰ء لکھا ہے (۱۳۳۰ کے ساتھ "ء" کی عیسوی علامت قابل غور ہے) مگر "ترجمۃ" کے حروف میں "ۃمۃ" کی "ت" کی جگہ "ۃ" کے عدد کو شمار کیا گیا ہے، جبکہ ڈاکٹر موصوف نے حوالہ کے نام میں "ترجمۃ" تحریر کیا ہے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ عدد بھی "ت" کے ہی شمار کرتے؟ "ت" کے عدد چار سو جب کہ "ۃ" کے عدد پانچ ہیں، اگر حرف "ت" کے عدد شمار کرتے تو نتیجہ ۱۷۲۵ نکلتا اور تاریخی نام ثابت نہ ہوتا، اس لیے ڈاکٹر مجید اللہ نے "ت" کی بجائے "ۃ" کے عدد جمع کر کے ۱۳۳۰ نتیجہ نکالا مگر ۱۳۳۰ء یعنی سن عیسوی لکھا ہے تو کیا یہ ترجمہ ۱۳۳۰ عیسوی میں مکمل یا طبع ہوا تھا؟ ڈاکٹر موصوف چونکہ سائنس کے استاد ہیں اس لیے وہ کوئی بھی سائنسی چمتکار دکھا سکتے ہیں۔

سورۃ التکویر کا ترجمہ، کنز الایمان کے ص ۳۰ پر؟

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے عدد "۱۳۳۰" میں سے "۳۰" کا عدد ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی تحقیق پر بغیر ٹکٹ کے ایسا سوار ہوا ہے کہ تیسویں پارہ کی سورۃ تکویر کی ایک آیت کے ترجمہ کا حوالہ انہوں نے کنز الایمان کے ص ۳۰ پر لکھا ہے؟ مطبوعہ نقلی مقالہ پی ایچ ڈی کے ص ۱۵۸ کا حوالہ نمبر ۵۷ "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (ۃمۃ، ت کے ساتھ) ص نمبر ۳۰ کا ہے، مترجم کا نام مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی تو ہے لیکن ناشر ادارے کا نام اور سن اشاعت نہیں ہے، یہ حوالہ تیسویں پارہ کی سورۃ التکویر کی آیت ۱۹ کے ترجمہ کا ہے مگر حیرت ہے کہ یہ حوالہ ترجمہ کنز الایمان کے ص ۳۰ سے دیا گیا ہے یعنی پارہ تیسواں اور کنز الایمان کا صفحہ نمبر بھی تیس؟ میرے خیال میں اگر متن قرآن کے بغیر صرف ترجمہ کنز الایمان کو Reduce کرایا جائے تو مدرب عدسہ سے پڑھے جانے کی حد تک تیسویں پارہ کی سورۃ تکویر کی آیت ۱۹ کا ترجمہ، کنز الایمان کے صفحہ تیس پر نہیں آ سکتا۔

پھر اگلے صفحہ ۱۵۹ کے حوالہ نمبر ۷۶ میں نام حوالہ صرف "کنز الایمان" لکھا ہے، مگر ناشر ادارہ کا نام اور سن اشاعت نہیں لکھا، اور یہ حوالہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۹ کے ترجمہ کا ہے اور یہاں بھی کنز الایمان کا ص ۳۰ لکھا ہے یعنی تیسویں پارہ کی سورۃ تکویر کی آیت ۱۹ کا ترجمہ بھی اور سورۃ بقرہ کی آیت ۱۲۹ کا ترجمہ بھی کنز الایمان کے ص ۳۰ پر ہے۔ اسے بھی ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی تحقیقی چمتکار کا نام دیا جا سکتا ہے۔

مترجم کے اسم گرامی میں کمی بیشی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے نقلی مطبوعہ مقالہ پی ایچ ڈی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمۂ قرآن کو جس طرح مختلف ناموں (کنز الایمان۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔ کنز الایمان ترجمۃ القرآن۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔ کنز الایمان فی ترجمہ القرآن) سے بدل بدل کر لکھا ہے (جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بحوالہ تحریر کیا گیا ہے) اسی طرح مترجم قرآن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اسم شریف کو بھی مختلف انداز میں لکھا گیا ہے مشت نمونہ از خروارے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ص ۸۰، حوالہ نمبر ۳۵)

۲۔ امام احمد رضا خاں بریلوی (ص ۹۳، حوالہ نمبر ۷۰)

۳۔ مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی (ص ۹۹، حوالہ نمبر ۸۰)

۴۔ مولانا امام احمد رضا (ص ۱۳۳، حوالہ نمبر ۳۱)

۵۔ مولانا احمد رضا خاں قادری (ص ۱۹۵، حوالہ نمبر ۱۱۴)

۶۔ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی (ص ۲۱۸، حوالہ نمبر ۱۴۳)

۷۔ مولانا احمد رضا قادری بریلوی (ص ۲۲۹، حوالہ نمبر ۱۶۴)

حالانکہ اسی ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے پہلے باب میں ص ۱ تا ۲۴۳ میں کنز الایمان کے ۲۵ حوالے دیئے ہیں، اور ہر حوالے میں مترجم کا نام "مولانا احمد رضا خاں بریلوی" لکھا گیا ہے، مطبوعہ مقالہ میں بدل بدل کر جو سابقے لاحقے لکھے گئے ہیں وہ اصل مقالہ میں کیوں نہیں لکھے گئے نیز اصلی غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی کے باب اول میں اعلیٰ حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ قادری کیوں نہیں لکھا گیا اہلسنت بریلوی عوام کا یہ سوال انتہائی اہم ہے، البتہ ڈاکٹر موصوف کے نقلی مطبوعہ مقالہ پی ایچ ڈی سے کراچی یونیورسٹی اور ہائیر ایجوکیشن کمیشن کا اعراض بھی ایک اہم سوال ہے۔

اصلی غیر مطبوعہ اور نقلی مطبوعہ مقالہ میں "مقدمہ" کا جائزہ

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے اصلی غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی کے شروع میں جو مقدمہ تحریر فرمایا ہے، مطالعہ کا شوقین کوئی باذوق قاری اس کی چند سطور پڑھنا بھی تضیع اوقات تصور کرے گا مگر لاہور یاترا کے دوران کسی مصلح نے اس مقدمہ کی روحانی (یعنی ٹیکسالی اردو کی) اصلاح پر اس غضب کی نظر کرامت فرمائی کہ اس مقدمہ کی ہیئت و جنس ہی بدل گئی، اس اصلی غیر مطبوعہ مقالہ میں لکھے گئے مقدمہ کی عبارات و جملوں کو نقلی مطبوعہ مقالہ والے مقدمہ کی عبارات و جملوں کا طفیلی بنادیا ہے، اس سلب وایزاد اور تبدل و تعطل کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) نے اس خطرے کے پیش نظر کہ عام مسلمان اب قرآن مبین کے معنی و مطالب "(مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص الف)

اب اصلاح شدہ عبارت ملاحظہ ہو:

"شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے برصغیر میں جب یہ محسوس کیا کہ عربی زبان کا دائرہ صرف علماء تک محدود ہو گیا ہے اور عام مسلمان اب قرآن مبین کے معنی و مطالب" (مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۳)

۲۔ "شاہ عبد القادر دہلوی (م ۱۲۴۳ھ) کے دور میں اردو زبان کو" (مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ب)

اس عبارت کو تبدیل کر کے لکھا گیا ہے۔

بارہویں صدی ہجری کے آخری اور تیرہویں صدی کے اوائل ہی میں اردو زبان کو" (مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۴)

۳۔ "جس کی انتہا ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے قرآنی ترجمے میں نظر آتی ہے، تراجم قرآن کے سلسلے میں ڈپٹی نذیر احمد نے ہی سب سے پہلے یہ بھی جرت کی کہ قرآن پاک کا ترجمہ بغیر عربی متن کے عوام الناس کے سامنے پیش کیا جو ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوا" (مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ج) یہ بھی پیش نظر رہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جرأت کو جرت لکھا ہے)

اصلاح کے بعد یہ عبارت اس طرح لکھی گئی ہے:

"جس کی ابتداء ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں دیکھی جا سکتی ہے، ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ قرآن بغیر عربی متن کے ۱۳۱۴ھ میں شائع ہوا، بغیر متن قرآن کے برصغیر میں پہلی دفعہ اس طرح ترجمہ شائع کیا گیا" (مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۵)

۴۔ "ہر مترجم کا اپنا ایک ذاتی اسلوب بیان ہے اور ہر ایک کا اپنا اسلوب اول تا آخر قرآن پاک کے ترجمے میں قائم رہتا ہے جبکہ دوسری طرف اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن مجید و فرقان حمید کا ایک اپنا اسلوب ہے، قرآن کے اپنے اسلوب کو سوائے ایک مترجم کے کسی نے بھی اس قرآنی اسلوب کو ترجمے کرتے وقت پیش نظر نہیں رکھا" (مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص د)

اس پیراگراف کو اصلاح کے بعد اس طرح لکھا گیا ہے:

"جتنے بھی تراجم قرآن ہوئے ہیں وہ ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں اور اسلوب بیان بھی بیشتر مترجمین کا ملتا جلتا ہے جو قرآنی اسلوب بیان سے جدا ہے، کیونکہ اکثر مترجمین نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کی مراد و منشا کو پیش نظر نہیں رکھا، جس کے باعث ان کے تراجم قرآنی اسلوب بیان سے دور رہے، خیال رہے قرآن مجید و فرقان حمید کا اسلوب بیان دیگر تمام اسالیب سے مختلف ہے اور سوائے ایک مترجم کے بقیہ مترجمین اس قرآنی اسلوب کو اپنے ترجمہ میں اجاگر نہیں کر سکے" (مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۵)

یہ چار نمونے بطور مثال تحریر کیے گئے ہیں تا کہ قارئین اندازہ کر سکیں کہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی کہ جس پر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو سند دلوائی گئی اُس کی اور ان کے نقلی مطبوعہ مقالہ پی ایچ ڈی کی عبارات میں کس قدر تفاوت ہے اور اصلی مقالہ کی عبارت میں کس قدر تبدیلی کی گئی ہے یقین جانیے ۵ صفحات کے مقدمہ میں ایک پیراگراف بھی ایسا نہیں ہے جس کی عبارت میں مصلح نے اصلاح نہ کی ہو، اور یہ حشر سامانی پورے مقالہ میں موجود ہے، اگر اسی طرح مقدمہ میں اصل مقالہ غیر مطبوعہ کی اردوئے معلی اور مقدمہ نقلی مقالہ مطبوعہ کی ٹیکسالی اردو میں تقابل تحریر کرنا شروع کر دوں تو جائزہ کی ضخامت بہت ہی بڑھ جائے گی، اس لیے ذیل میں صرف اس نشاندہی پر اکتفاء کر رہا ہوں کہ نقلی مقالہ کے "مقدمہ" میں مکمل پیراگراف اور پورے پورے صفحات کا اضافہ کہاں کہاں کیا گیا ہے۔

۱۔ مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص الف کی آٹھویں سطر میں جملہ "مکمل ترجمہ کیا" کے بعد مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۳ میں پوری آٹھ سطروں کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی یہ آٹھ سطریں اصل مقالہ کے مقدمہ میں نہیں ہیں۔

۲۔ مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ب کی تیسری سطر میں جملہ "اہم ترین زبان بن جائے گی" کے بعد مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۳ میں مکمل دو سطروں کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی یہ دو سطریں اصل مقالہ کے مقدمہ میں نہیں ہیں۔

۳۔ مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ج کی دوسری سطر میں جملہ "اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا" کے بعد مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ

ص ۹ میں مکمل تین سطروں کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی یہ تین سطریں اصلی مقالہ میں نہیں ہیں۔

۴۔ مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۹ کے آخری پیراگراف سے لے کر ص ۱۶ کے نصف تک یعنی پورے دس صفحات کا اس نقلی مطبوعہ مقالہ میں اضافہ کیا گیا ہے یعنی ان دس صفحات کی جملہ عبارات اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے مقدمہ میں موجود نہیں ہیں۔

۵۔ اسی طرح مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کی آخری ۷ سطریں جو نقلی مقالہ مطبوعہ کے ص ۱۶، ۱۷ میں موجود ہیں وہ بھی اصلاح شدہ ہیں۔

۶۔ اردو عبارات وجملوں میں رد وبدل یعنی اصلاح کی مثالیں تو قارئین نے ملاحظہ فرمائیں مگر اصل مقالہ کی کسی عبارت کو ناقابلِ اشاعت سمجھ کر اسے حذف کرنے کی مثال بھی ملاحظہ فرمالیں، یہ عبارت یقیناً محذوف مصلح نے حذف کی ہوگی؟

مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ری دسویں سطر میں جملہ "ایک طویل آیت میں نئے انداز کے ساتھ" کے بعد لکھا ہے "اسی طرح الفاظ کے استعمال میں بھی یہ ایک منفرد کتاب ہے، کہیں ایک ہی لفظ مختلف چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، کبھی بعض کو ہر ایک پر استعمال سے منع کیا جاتا ہے"

مقدمہ نقلی مطبوعہ مقالہ کے ص ۱ پر مذکور جملہ "ایک طویل آیت میں نئے انداز کے ساتھ" کے بعد یہ مذکورہ عبارت ناقابلِ اشاعت قرار دے کر کرمفرما مصلح نے حذف کردی ہے، کیونکہ یہ شاہکار اردو عبارت، اپنے مفہوم کا منہ چڑا رہی تھی، اس لیے اسے حذف کرنا لازمی تھا مگر کیا کرمفرما مصلح کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مجید اللہ قادری کو پی ایچ ڈی کی سند ایسی ہی اردو کے معلّٰی سے سجی سنوری عبارات پر تفویض کرائی گئی تھی، یا یہ کہ بقول واقفان حقیقت ڈاکٹر موصوف کا اس عرصہ میں یونیورسٹی کے ایک بااختیار وبارعب ادارے سنڈیکیٹ کا ممبر ہونا عطائے سند کا سبب بنا ہوگا؟

۷۔ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ کے مقدمہ میں نہ تو کوئی آیت تحریر ہے اور نہ ہی کسی آیت کا ترجمہ لکھا گیا ہے، جبکہ نقلی مطبوعہ مقالہ کے مقدمہ میں بارہویں والے کے حوالہ سے بارہ آیات مقدسہ مع ترجمہ تحریر کی گئی ہیں مگر سورۂ کوثر میں اَعۡطَیۡنٰکَ میں نا پر اعراب غلط ہے اور لفظ وَانۡحَرۡ میں اعراب کی غلطی کے علاوہ لفظی تحریف بھی ہے، جسے اس طرح لکھا گیا ہے "وَانۡحَرۡ" اور شانئک کے ک پر پیش ہے جو کہ غلط ہے۔ اسی طرح سورۂ مرسلات کی آیت میں لِلۡمُکَذِّبِیۡنَ کی پہلی لام پر تشدید نہیں ہے۔۔۔ سورۂ اعراف کی آیت کا نمبر نہیں لکھا۔۔۔ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵۶ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِلَی النُّوۡرِ میں الَّذِیۡنَ کے الف پر زبر دی گئی ہے جو کہ غلط ہے۔۔۔

۸۔ اسی طرح مقدمہ اصلی غیر مطبوعہ مقالہ سینڈ گزٹ ہے اس میں تمام عبارت ڈاکٹر مجید اللہ قادری سے منسوب ہے یعنی کسی کتاب وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں ہے لیکن نقلی مقدمہ مطبوعہ مقالہ میں سات حوالہ جات درج ہیں البتہ پہلا حوالہ "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ص ۹۹۲ تاج کمپنی کراچی" کا ہے مگر یہ حوالہ غلط ہے یعنی حوالہ کا صفحہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

کیا اب بھی کوئی انصاف پسند ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے اس مقدمہ کو جو انہوں نے اپنے مطبوعہ مقالہ پی ایچ ڈی کے شروع

میں لکھا ہے اسے ان کے اصلی مقالہ برائے پی ایچ ڈی کا مقدمہ کہہ سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ موصوف کے اصلی مقالہ کے اصلی مقدمہ اور نقلی مقالہ کے نقلی مقدمہ میں بعد المشرقین ہے، شاباش ہے ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے نگران کو جنھوں نے اسے ڈاکٹریٹ کی سند دلوائی اور پھر نقلی مطبوعہ مقالہ پر ''اظہار مسعود'' کے عنوان سے ۱۳ صفحات پر محیط اپنے تاثرات بھی قلم بند فرمائے اور شاباش ہے اس دیدہ دلیر کو جس نے سند ملنے کے بعد کسی کرشمل مصلح سے مکمل مقالہ کی اصلاح کے نام پر قطع و برید کروائی، عبارات میں تبدیلی اور بکثرت اضافے کروانے کے بعد پھر اسے مقالہ پی ایچ ڈی کے نام سے شائع کیا، بیشک یونیورسٹی کے ارباب اختیار نے یونیورسٹی کے وقار کی خاطر نوٹس لینے سے صرف نظر کیا ہوگا لیکن کیا ایک استاد کو ایسا کرنا مناسب تھا؟ البتہ یہ ممکن ہے کہ مقصود، سائنس کے استاد کو سائنسی چیتکار دکھانا ہو؟

سرسید احمد خان کے بارے میں تاثرات

اسی طرح باب سوم میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے جہاں مولانا احمد رضا خاں قادری کے بارے میں اپنے نگران ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور مقالہ پر رائے دینے والے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے ایک ایک بلکہ اپنے بھی ایک حوالے سے بہت اچھا لکھا ہے اسی طرح سرسید احمد خان کے بارے میں بھی بہت اچھا لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مجید اللہ کی سوچ سرسید احمد خان کے بارے میں منفی کم مثبت زیادہ ہے، تاثرات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شاہ برادران کے بعد قرآنی تراجم کا اردو زبان میں باقاعدہ آغاز ہوتا ہے اور یکے بعد دیگرے کئی ترجمے تیرھویں صدی ہجری میں منظر عام پر آئے لیکن کسی بھی ترجمہ قرآن کو قطعاً شہرت حاصل نہ ہوئی اور ان میں سے اکثر جو میسر ہیں وہ لائبریریوں کی زینت ہیں، البتہ جدید تراجم میں اگر کسی ترجمہ قرآن کو تھوڑی بہت شہرت اس صدی میں ملی تو وہ سرسید احمد خان کے ترجمہ و تفسیر کو حاصل ہوئی جو انہوں نے ۱۵ پارے تک مکمل کیا تھا (اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ۱۲۱)

۲۔ تیرھویں صدی ہجری کے اختتام سے قبل اردو ترجمہ و تفسیر میں ایک اہم اضافہ (۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) میں ہوا جب سرسید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء) کی ۷ جلدوں پر مشتمل اردو تفسیر القرآن مع ترجمہ کے ساتھ سامنے آئی (اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ۱۲۴)

۳۔ سرسید احمد خان کے ترجمہ و تفسیر سے قرآنی تراجم اور تفسیر کے ایک دور کا آغاز ہوتا ہے کیونکہ کئی مقامات پر سرسید نے بالکل انوکھا ترجمہ اور تفسیر بیان کی جس کو ان کے قریبی ساتھی مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی کتاب حیات جاوید میں ذکر کیا ہے۔ (اصلی غیر مطبوعہ مقالہ ص ۱۲۵)

نوٹ: اس پیراگراف میں اس جملے ''سرسید نے بالکل انوکھا ترجمہ اور تفسیر'' کو مصلح کی اصلاح کے بعد اس طرح بدلا گیا ہے ''سرسید نے عام روایت سے ہٹ کر ترجمہ اور تفسیر بیان کی ہے'' (نقلی مطبوعہ مقالہ ص ۹۱)

۴۔ سرسید احمد خان کی اردو ادب کے حوالے سے خدمات کا ہر کوئی معترف ہے کیونکہ جدید اردو ادب کے حوالے سے آپ نے جو اہم خدمات انجام دی ہیں تاریخ اردو ادب اس پر جتنا فخر کرے کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید اردو ادب کے عناصر